ماہنامہ
اخبار احمدیہ جرمنی
جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان
ایڈیٹر:- صادق محمد طاہر
جلد نمبر5 ماہ تبوک 1378 ہجری شمسی مطابق ستمبر 1999ء شمارہ نمبر 9

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

بدظنی بہت ہی بری بلا ہے جو انسان کے ایمان کو تباہ کر دیتی ہے

میں سچ کہتا ہوں کہ بدظنی بہت ہی بری بلا ہے جو انسان کے ایمان کو تباہ کر دیتی ہے اور صدق اور راستی سے دور پھینک دیتی ہے اور دوستوں کو دشمن بنا دیتی ہے۔ صدیقوں کے کمال حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان بدظنی سے بہت ہی بچے اور اگر کسی کی نسبت کوئی سوء ظن پیدا ہو تو کثرت کے ساتھ استغفار کرے اور خدا تعالیٰ سے دعائیں کرے تا کہ اس معصیت اور اس کے برے نتیجہ سے بچ جاوے جو اس بدظنی کے پیچھے آنے والا ہے۔ اس کو کبھی معمولی چیز نہیں سمجھنا چاہئے یہ بہت ہی خطرناک بیماری ہے جس سے انسان بہت جلد ہلاک ہو جاتا ہے۔

بدظنی انسان کو تباہ کر دیتی ہے۔ یہاں تک لکھا ہے کہ جس وقت دوزخی لوگ جہنم میں ڈالے جائیں گے، تو اللہ تعالیٰ ان سے بھی فرمائے گا کہ تم نے اللہ تعالیٰ پر بدظنی کی۔ بعض لوگ اس خیال کے بھی ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خطاکاروں کو معاف کر دے گا اور نیکوکاروں کو عذاب دے گا۔ ایسا خیال بھی اللہ تعالیٰ پر بدظنی ہے، اس لئے کہ اس کی صفت عدل کے سراسر خلاف ہے۔ گویا نیکی اور اس کے نتائج کو جو قرآن شریف میں اس نے مقرر فرمائے ہیں، بالکل ضائع کر دینا اور بے سود ٹھہرانا ہے۔ پس خوب یاد رکھو کہ بدظنی کا انجام جہنم ہے۔ اس کو معمولی مرض نہ سمجھو۔ بدظنی سے ناامیدی اور ناامیدی سے جرائم اور جرائم سے جہنم ملتا ہے۔ بدظنی صدق کی جڑ کاٹنے والی چیز ہے۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 246)

Düsseldorf میں عالمی میلہ کتب، جماعت احمدیہ نے بھی اپنی کتب متعارف کروائیں

ہزارہا زائرین تک احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچایا گیا

Düsseldorf کے عالمی میلہ کتب میں جماعت احمدیہ کا سٹال ہزارہا زائرین نے حقیقی اسلام کے تعارف پر مشتمل لٹریچر حاصل کیا۔ جرمنی کے شہر Düsseldorf میں ہر سال کتابوں کا میلہ لگتا ہے جس میں دنیا بھر کے مختلف اشاعتی ادارے اپنی اپنی کتب متعارف کروانے کے لئے سٹال لگاتے ہیں۔ شہر Düsseldorf فرینکفرٹ کے شمال مغرب میں ہالینڈ کے مشہور شہر ایمسٹرڈیم کے جنوب مشرق میں اور بیلجیم کے مشہور شہر برسلز کے مشرق میں قریباً یکساں فاصلہ پر واقع ہے اور جرمنی کا دوسرا بڑا ہوائی اڈا بھی یہیں واقع ہے جہاں سے نہ صرف یورپ بلکہ دنیا بھر کے مختلف ممالک کے لئے عالمی پروازوں کے ذریعہ لوگ سفر کرتے ہیں۔ چار عجائب گھروں والا یہ شہر نپولین بوناپارٹ کا دار لحکومت بھی رہا ہے۔ جرمنی کا مشہور دریا رائن (Rhein) بارہ کلومیٹر تک اس شہر کے وسط سے گزرتا ہے۔ اس شہر میں منعقد کئے جانے والے کتابوں کے میلے کو عالمی شہرت حاصل ہے۔ چنانچہ امسال یہ میلہ 10 تا 13 جون 1999ء کو منعقد ہوا جس میں ایکصد سے زائد اشاعتی اداروں نے حصہ لیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حسب سابق جماعت احمدیہ جرمنی نے بھی اس میلہ میں اپنے اشاعتی ادارے Verlag Der Islam کی طرف سے سٹال لگایا۔ عین وسط میں لگائے جانے والے اس سٹال پر آویزاں کلمہ طیبہ کا بڑا بینر جرمن ترجمہ کے ساتھ لوگوں کو خدائے واحد و یگانہ کی توحید کا پیغام دے رہا تھا۔ نیز محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں، اسلام آزادی ضمیر کا ضامن ہے، لااکراہ فی الدین کے بینرز کے علاوہ اس سٹال میں چالیس سے زائد زبانوں میں کتب سلسلہ بھی رکھی گئیں جن سے ہر طبقہ فکر کے لوگوں نے استفادہ کیا اور اپنی اپنی استطاعت کے مطابق اس روحانی مائدہ سے حصہ لیا۔ شہر Düsseldorf میں کم وبیش دس ہزار جاپانی آباد ہیں اور ان کے اپنے پانچ سکول ہیں۔ ایک خوش آئند بات یہ بھی دیکھنے میں آئی کہ نوجوان نسل

باقی صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

بیت الرشید ہمبرگ میں جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد، 500 سے زائد احمدی مردوزن شامل ہوئے

سیدولد آدم محمد عربی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سیرۃ طیبہ کے مختلف پہلوؤں کا روح پرور تذکرہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ہمبرگ سٹی کو مورخہ 15 اگست کو جلسہ سیرت النبی ﷺ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ جس میں محترم مولانا عطاءاللہ صاحب کلیم امیر و مبلغ انچارج اکابیر، مولانا محمد صدیق ننگلی صاحب، نو مبائع مکرم اسد اللہ افغانی صاحب اور دیگر نوجوانوں اور بچوں نے تقاریر کیں اور خوش الحانی سے آنحضرت ﷺ کی شان میں نظمیں پیش کیں۔ اجلاس کی صدارت لوکل امیر ہمبرگ محترم چوہدری ظہور احمد صاحب نے کی۔ ہمبرگ میں تعطیلات کی وجہ سے حاضری میں کمی واقع ہونے کا خدشہ تھا مگر الحمد للہ کہ مردوں اور عورتوں کے دونوں ہال بھر گئے تھے۔ حاضرین کی تعداد 500 سے زائد تھی۔ جلسہ کی ویڈیو ریکارڈنگ بھی کی گئی اور آخر میں حاضرین کے لئے ریفریشمنٹ کا انتظام بھی کیا گیا۔ یہ جلسہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔

جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن کریم سے ہوئی جو کہ محمد امین خالد صاحب نے مع اردو ترجمہ کی۔ جرمن ترجمہ عزیزم ارناگل نے پیش کیا۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ کی شان اقدس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا منظوم کلام "وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا، نام اس کا ہے محمد دلبر میرا یہی ہے" مکرم منور حسن طور صاحب نے پیش کیا۔ سیرت آنحضرت ﷺ پر جرمن میں ایک تقریر مکرم لقمان بٹ صاحب نے پیش کی۔

اس کے بعد مولانا محمد صدیق ننگلی صاحب نے قرآن کریم و احادیث کی روشنی میں خاتم النبیین کے موضوع پر روشنی ڈالی اور قرآن کریم کے حوالہ سے بتایا کہ نبوت، صدیقیت، صالحیت اور شہادت وہ انعامات ہیں جن کا نیک لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعدہ ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد کی غرض بیان کرتے ہوئے۔ مولانا نے فرمایا کہ دراصل

باقی صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

جلسہ سالانہ جرمنی 1999ء کے موقع پر جذبۂ ایثار کا ایک روح پرور نظارہ

امام آخر الزمان علیہ السلام کے غلاموں نے اسلام کے دور اولین کی یاد تازہ کردی

امسال جلسہ سالانہ جرمنی مورخہ 20 تا 22 اگست 1999ء کو حسب سابق مئی مارکیٹ من ہائیم میں منعقد ہوا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر لحاظ سے نہایت کامیاب رہا۔ مجموعی طور پر ہر شعبہ کے کارکنان نے بڑی تندہی سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت کے فرائض انجام دیئے۔ جلسہ کے موقعہ پر ہر طرف سلامؑ، سلام کی آوازیں، تہجد کے وقت صل علی کا ورد، تہجد کی باجماعت ادائیگی، نمازوں کی پابندی علماء کرام کے روح پرور خطابات اور ذکر کی مجالس سے یوں محسوس ہوتا تھا کہ دنیا کے دھندوں اور شوروشرابے سے دور ہم کسی جنت میں قیام پذیر ہیں۔

خاکسار کو حسب سابق امسال بھی شعبہ تربیت میں خدمت کی سعادت نصیب ہوئی۔ شعبہ تربیت بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے دیگر شعبہ جات کی طرح اپنے فرائض کی انجام دہی میں متحرک رہا اور کارکنان نے اپنے بھائیوں کی خدمت کے لئے شب و روز بہت محنت سے کام کیا۔

جلسہ کے پہلے روز 11 بجے شب کے قریب شعبہ نومبائعین کی طرف سے بعض کارکنان کے ذریعہ خاکسار کو اطلاع ملی کہ کل صبح کو آنے والے نومبائعین بھائیوں کی تین بسیں غیر متوقع طور پر ابھی ابھی جلسہ گاہ پہنچی ہیں۔ ان نئے مہمانوں کے لئے سٹور میں بستر، گدے اور کمبل وغیرہ نہیں ہیں۔ جس کی وجہ سے پرائیویٹ قیام گاہوں میں مذکورہ اشیاء مہیا کرنے کے لئے قربانی کی تحریک کرنے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ خاکسار نے ان کارکنان سے عرض کیا آیئے میں آپ کے ساتھ چل کے تحریک کرتا ہوں اس موقعہ پر شعبہ تربیت کے کارکن مکرم محمد عرفان شاکر صاحب بھی خاکسار کے ہمراہ تھے۔

خاکسار نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ پرائیوٹ خیمہ جات کے احاطہ میں جا کر اپنے بہن بھائیوں کی خدمت میں میگافون پر عرض کیا کہ ہمارے نومبائعین بھائیوں کی تین بسیں اس وقت یہاں پہنچی ہیں۔ یہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان ہیں اور اس وقت یہ نئے بھائی ہم سب کے مہمان ہیں۔ آپ سیدنا حضرت رسول پاک ﷺ کی مہمان نوازی سے بھی خوب آگاہ ہیں اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مہمان نوزی کی مثالیں بھی آپ کے سامنے ہیں کہ خود تکالیف کو برداشت کیا مگر مہمانوں کو کوئی تکلیف نہ پہنچنے دی۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا وہ واقعہ آپ سب کو خوب یاد ہوگا کہ ایک جلسہ کے موقع پر جب مہمانوں کے لئے بستر لے جائے گئے تو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بستر بھی کارکنان کسی مہمان کے لئے لے گئے۔ بعد میں جب یاد آیا تو حضور کا بستر واپس لانے لگے اس پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا بستر واپس نہ لائیں۔ ہمارا کیا ہے ہم تو بیٹھ کر بھی رات گذار لیں گے۔ چنانچہ آپ نے اپنے کوٹ میں اپنے ایک بیٹے کے ہمراہ پوہ کی سردی کی لمبی رات گذار دی۔ آپ سب خدا تعالیٰ کے فضل سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سچے خدام ہیں اور آپ ہی نے اسوۂ رسول اور اسوۂ مسیح موعود کی شمع کو دنیا میں ہر سو بلند کرنا ہے۔ یہ قربانی کے مواقع بھی کبھار آتے ہیں ممکن ہے کہ یہ موقع ہر ایک کو نصیب نہ ہو کیونکہ جماعت کے پاس خدا کے فضل سے وسائل کی کمی نہیں آئندہ ان بستروں وغیرہ کا بہت بہتر رنگ میں انتظام

باقی صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

رائن موزل میں واقفین نو کی ایک روزہ تربیتی و جائزہ کلاس

21 واقفین اور 19 واقفات نو نے اس دلچسپ پروگرام میں شرکت کی

مورخہ 27 جولائی 1999ء بروز اتوار ریجن رائن موزل کے واقفین نو کی ایک روزہ تربیتی کلاس ریجنل سنٹر Koblenz میں منعقد کی گئی جس میں 5 سال سے زائد عمر کے 40 واقفین نو اور واقفات نو نے شرکت کی۔ جن میں 21 بچے اور 19 بچیاں تھیں۔ یہ کلاس صبح دس بجے ریجنل امیر رائن موزل مکرم ظاہر ظفر صاحب کی صدارت میں شروع ہوئی۔ بچوں اور بچیوں کے علیحدہ علیحدہ پروگرام ہوئے۔ بچیوں کے پروگرام قائمقام ریجنل صدر صاحبہ لجنہ کی نگرانی میں منعقد ہوئے۔

تلاوت قرآن کریم (مع اردو، جرمن ترجمہ) کے بعد امیر صاحب نے چند نصائح کیں۔ بعد ازاں امیر صاحب نے ہر بچے کو سٹیج پر بلا کر نصاب کے مطابق سوالات کئے اور جائزہ لیا۔ اسی طرح محترم ریجنل قائد صاحب نے عمومی صفائی (مثلاً ناخنوں اور دانتوں وغیرہ کی صفائی) کا جائزہ لیا۔

اس کلاس کی خاص بات واقفین اور حاضر احباب کے لئے Schif Rund Fahrt کا پروگرام تھا جس کا خرچ ریجنل امیر صاحب نے خود برداشت کیا۔ ایک گھنٹہ کا یہ سفر سب

باقی صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

اُذْکُرُوْا مَوْتٰکُمْ بِالْخَیْرِ

سرگودھا شہر کے نامور احمدی فزیشن اور سرجن
میجر ڈاکٹر عبدالغفور صاحب زاہد

کچھ لوگ کاروانِ حیات میں غنچۂ حیات کی عنبر افشانی کے لئے ناقابل فراموش کردار ادا کرتے ہیں۔ انسانیت کی خدمت کرنا ان کا طرۂ امتیاز ہوتا ہے۔ وہ عالم گذراں سے عالم جاوداں کی طرف رخت سفر باندھنے سے پہلے ایسے درخشندہ نقوش چھوڑ جاتے ہیں جن سے جبین انسانیت کو چار چاند لگ جاتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جو اپنے عہد میں نہ صرف فخر و یگانگت سے آراستہ بلکہ افتخار ورفتگاں بھی ہوتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کی مفارقت میں نہ صرف انکے عزیز و اقارب، رشتہ دار یا دوستوں کو غم واندوہ کی قیامت خیزیوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے بلکہ غیر بھی اس دکھ کو شدت سے محسوس کئے بغیر رہ نہیں سکتے اور ایسے ہی بعض نافع الناس وجود اپنے محدود اور مخصوص دائرہ عمل میں مقبولیت اور ہر دلعزیزی کی بلندیوں کو بھی سر کر لیتے ہیں۔

سرگودھا شہر کے نامور احمدی فزیشن و سرجن میجر عبدالغفور زاہد صاحب کا شمار بھی ایسے ہی لوگوں میں ہوتا ہے۔ جنہوں نے بقضائے الٰہی 25 فروری 1993ء کو 57 سال کی عمر میں وفات پا کر اپنے عزیز و اقارب اور دیوانگی کی حد تک چاہنے والوں کی کائنات پر اس قدر گھمبیر خاموشی اور گہرا سکوت طاری کر دیا کہ غیروں تک کے چہروں پر بھی یہ شعر سوالیہ نشان بن کر گونجنے لگا۔

یہ کس کی خامشی سے ہے نبض جہاں رکی
یہ کون کائنات کو غمگین کر گیا

مرحوم خاکسار کے تایا جان تھے اور اس تحریر کا مقصد انہی کی زندگی کے بعض پہلو بیان کرنا ہے۔

تایا جان مرحوم کی زندگی کے کئی پہلو تھے اور آپ اپنی اعلیٰ ذہنی صلاحیتوں کے سبب زندگی کے ہر پہلو پر حاوی رہے۔ آپ کے وقار، آپ کے معیار، آپ کی گفتار یا کردار کو فقط اخبارات میں شائع شدہ مضامین یا صاحبان علم و دانش کی آراء کی روشنی میں دیکھنا، پڑھنا، پرکھنا یا ان کا ادراک کرنا ہی کافی نہ ہوگا جب تک آپ کی سحر انگیز شخصیت کے ہر پہلو کی تشریح ہر چلتے پھرتے انسان کی لوح جبیں پر پڑھی نہ جائے۔ آپ جہاں کیچڑ میں لت پت گلیوں میں کھیلتے معصوم بچوں کی مسکان تھے وہاں غریب اور بے کس لوگوں کی آن بھی تھے۔ بیواؤں کے سر پر شفقت کا سائبان تھے تو یتیموں کی سسکیوں کو کھلکھلاہٹ میں بدلنے کا سامان بھی تھے۔ علم کے قدردان، محبتوں کا کاروان، صاحبِ شیریں زبان، وقار کی چٹان اور اپنے پیشے کی کشتی کے مضبوط ترین بادبان تھے۔ آپ نہ صرف ظاہری بلکہ باطنی حسن و دلکشی کا بھی ایک خوبصورت اور پرکشش مرقع تھے۔

درمیانہ قد گول مٹول چہرہ (کہ والدہ بھی محبت سے سرشار ہو کر گول گپو کہہ کر پکارتیں) جیتی جاگتی چمکتی، روشن اور دوربین آنکھیں جن سے ذہانت ہمہ وقت جھانکتی رہتی تھی، کشادہ پیشانی جس پر ہر لحظہ ایک سرخ و سپید چمک واضح نظر آتی تھی۔ جو اندر کے انسان کی ایک منہ بولتی تصویر تھی۔ علم و حکمت، عقل و دانش، تقویٰ و طہارت زہد و عبادت، حق و صداقت غرض کیا تھا جو آپ کے چہرے سے عیاں نہ تھا۔ آپ کی زندگی آغاز سے انجام تک محبت ہی محبت اور شفقت ہی شفقت تھی اخلاص کا ایک اعلیٰ معیار تھا جو آپ کے اندر مجسم ہو گیا تھا اپنی یہی دولت آپ مراتب و مناسب اور ذات پات کو بالائے طاق رکھ کر، بلا امتیاز گام گام پر نچھاور کرتے نظر آتے تھے۔ روئے زمین پر اپنی پیدائش کے مقصد کو پورا کرنے کی آپ نے بلا مبالغہ حقیقی معنوں میں ہمہ وقت کوشش کی۔ اپنے آباؤ اجداد، اہل و عیال، عزیز و اقارب اور ان گنت ان دیکھے لوگوں کے یہ صد افتخار اور فرشتہ صفت انسان حاجی میاں عبدالرحمٰن صاحب زرگر مرحوم آف پنڈی چیری کے فرزند ارجمند تھے۔

آپ نے مختلف تعلیمی مراحل شاندار کامیابیوں اور اعزازات کے ساتھ طے کرتے ہوئے 1959ء میں کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج سے ایم بی بی ایس کی ڈگری حاصل کی اور اسی پیشے کو زندگی کا نصب العین بناتے ہوئے خدمت انسانی کا آغاز اوّل اپنے ہی کالج کے ہسپتال اور بعد ازاں پاکستان سول سروسز سے منسلک ہوتے ہوئے کیا۔ 1960ء سے 1964ء تک آپ نے سول ہسپتال سرگودھا میں بطور میڈیکل آفیسر خدمات سرانجام دیں۔ یہ آپ کے تجربہ اور نوعمری کا دور تھا جس میں آپ نے ایک ماہر سرجن کی حیثیت سے بہت نام پیدا کیا۔ پاک بھارت جنگ میں بھی آپ کو نمایاں خدمات اور قابلیت کے جوہر دکھانے کا موقع ملا چنانچہ بفضل خدا جلد ہی آپ سرجری میں خصوصی مہارت کی بناء پر میجر کے عہدے پر فائز کئے گئے۔ بعد ازاں آپ کو سعودی عرب بھیجا گیا جہاں تبوک کے ہسپتال میں خدمات بجا لا کر آپ نے طب کے ہر دو شعبہ جات (میڈیسن اور سرجری) میں مہارت کا مظاہرہ کر کے مخلوق خدا کو فائدہ پہنچایا۔ رفتہ رفتہ آپ کی شہرت دور دور تک پھیلتی گئی۔ سعودی عرب میں عرصہ 4 سال کے دوران نہ صرف آپ نے ہر سال فریضہ حج ادا کرنے کی سعادت پائی بلکہ والدین کو بھی حج کروایا۔ آخر ایک ہم وطن مولوی (چنیوٹی) کو آپ کی عزت اور مقبولیت ایک آنکھ نہ بھائی۔ ان "ذات شریف" کی لگائی بجھائی اور شدید مخالفت کی وجہ سے سعودی حکام بادل نخواستہ آپ کو فارغ کرنے پر مجبور ہو گئے۔

پاکستان واپس آ کر "زاہد ہسپتال" کے نام سے اپنا پرائیویٹ کلینک قائم کیا۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ کی قابلیت کی شہرت دور دور تک پھیلتی گئی۔ زاہد ہسپتال میں ہر قسم کے چھوٹے بڑے آپریشن نہایت کامیابی سے ہوتے تھے۔ مولویوں کی طرف سے شدید مخالفت اور اس کے نتیجہ میں رونما ہونے والے انتہائی نامساعد حالات کے باوجود آپ ہمدردی اور غمگساری کے امتیازی اوصاف اور خاص طور پر غریبوں کے ساتھ مشفقانہ سلوک کی وجہ سے عوام کے دلوں میں گھر کرتے چلے گئے اور دور و نزدیک ایک ہر دلعزیز شخصیت کے طور پر پہچانے جانے لگے۔ تایا جان کی شخصیت کا ایک نمایاں پہلو یہ بھی ہے کہ آپ عوامی خدمت کے جذبہ کے ساتھ ساتھ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ اخلاص میں بھی بحمد للہ مسلسل ترقی کرتے چلے گئے۔ عبادت گزار اور دعاگو ہونے کے علاوہ دینی شعائر اور نظام جماعت کی پابندی کرنے والے تھے۔

اب ایسے چند حضرات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے اب تک تایا جان کی زندگی پر کچھ نہ کچھ لکھا ہے۔ میں ان کا بہت ممنون ہوں ان میں سب سے پہلے مکرم و محترم مسعود احمد خان صاحب دہلوی ہیں۔ آپ اخبار احمدیہ جرمنی (اگست، ستمبر 1993) کے شمارے میں لکھتے ہیں "ڈاکٹر صاحب کی سیرت کا ایک نمایاں پہلو یہ ہے کہ آپ عوامی خدمت کے جذبہ کے ساتھ ساتھ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اخلاص میں بھی بحمد للہ مسلسل ترقی کرتے چلے گئے۔ عبادت گزار اور دعاگو ہونے کے علاوہ دینی شعائر اور نظام

باقی صفحہ 3 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ:- عالمی میلہ کتب

نے بڑی دلچسپی اور شوق کا اظہار کیا اور دیگر لوگوں کے ساتھ اُنہوں نے بھی بڑی کثرت سے لٹریچر حاصل کیا۔ چنانچہ ان میں سے بعض نے اسلام اور احمدیت کے متعلق بعض سوالات بھی کئے۔ جن کے تسلی بخش جوابات دینے کی کوشش کی گئی۔ اللہ تعالیٰ اس سٹال کے مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے اور اس سے استفادہ کرنے والے تمام زائرین کے دل اسلام احمدیت کی طرف مائل کر دے۔

اس موقع پر متعدد احباب نے کئی کئی گھنٹے وقت کی قربانی دے کر مختلف امور سرانجام دیئے اور سٹال کو کامیاب بنانے میں جذبہ و شوق سے حصہ لیا ان سب کے لئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ان سب کو اجر عظیم عطا فرمائے اور ان کی اس خدمت کو شرف قبولیت بخشے۔ آمین۔

(رپورٹ:- محمد صالح بشارت جنجوعہ، صدر جماعت مقامی)

بقیہ:- جذبۂ ایثار کا روح پرور نظارہ

ہو جائے گا۔ لہٰذا اس وقت کو غنیمت جانیئے اور پھر آج کی اس کی گئی قربانی کا لطف آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے ساری زندگی محسوس کرتے رہیں گے اور آپ کی روح کو ہمیشہ تسکین ملتی رہے گی۔ لہٰذا اس مبارک موقع پر خاکسار اپنی بہنوں اور بھائیوں کی خدمت میں گذارش کرتا ہے کہ سیّدنا رسولِ پاک ﷺ اور سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کے اسوۂ مہمان نوازی کو مدّنظر رکھتے ہوئے خود تکلیف اُٹھا کر قربانی کی مثال قائم کریں۔

پھر کیا نظارہ دیکھنے میں آیا کہ احباب اپنے اپنے خیموں سے باہر آنے شروع ہوئے کسی کے ہاتھ میں کمبل کسی کے ہاتھ میں رضائیاں اور کوئی گدے اُٹھائے ہوئے تھا یوں محسوس ہوا کہ یہ فرشتے تو خدمت کے لئے کسی تحریک کے انتظار میں تھے۔ آن کی آن میں دفتر رہائش میں گدوں، کمبلوں، رضائیوں اور سفری بستروں کا بہت بڑا ڈھیر لگ گیا اور یہ سامان گاڑیوں میں بھر کر شعبہ نومبائعین کے سٹور میں پہنچایا گیا۔ یوں جرمنی کے احباب جماعت نے قربانی کی ایک مثال قائم کر دی۔ الحمد للہ۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے اپنے اختتامی خطاب میں مجملاً اس واقعہ کا بھی ذکر کیا اور خوشنودی کے اظہار کے ساتھ ان قربانی کرنے والوں کا شکریہ بھی ادا کیا۔

خاکسار جب بھی احباب جماعت جرمنی کی اس قربانی کے سارے نظارے کو تصور میں لاتا ہے تو روح وجد میں آجاتی ہے اور دل سے ان سب عشاق رسول ﷺ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سچے خدام کے لئے دعائیں نکلتی ہیں۔ احباب سے گذارش ہے کہ ان سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب بہن بھائیوں کی قربانی کو قبول فرماتے ہوئے دین و دنیا کی بہترین حسنات سے نوازے۔ آمین۔

(رپورٹ:- ہدایت اللہ شاد، معاون شعبہ تربیت جلسہ سالانہ جرمنی 1999ء)

بقیہ:- واقفینِ نو کی تربیتی کلاس

کے لئے انتہائی دلچسپی کا باعث رہا۔ بچوں کا فٹ بال میچ بھی کروایا گیا۔ اسی طرح عمر کے لحاظ سے دو گروپوں میں پیغام رسانی کے مقابلہ جات بھی ہوئے۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد اختتامی تقریب ہوئی۔ جس میں اوّل دوم آنے والے بچوں اور بچیوں کو انعامات دیئے گئے۔ اسی طرح شامل ہونے والے تمام واقفین اور واقفات نو کو تحائف بھی دیئے گئے۔ آخر میں محترم ریجنل امیر صاحب نے والدین کو قیمتی نصائح کیں اور دعا کروائی۔ یہ دلچسپ پروگرام خدا کے فضل سے شام سات بجے کے قریب اختتام پذیر ہوا۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کے نیک مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے اور آئندہ بھی ہمیں ایسے پروگرام منعقد کرکے احمدیت کے اس قیمتی سرمایہ کی حفاظت کے فرائض سرانجام دینے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین۔

(رپورٹ:- مبارک احمد، قائمقام سیکرٹری وقفِ نو)

بقیہ:- جلسہ سیرت النبی ﷺ

ہمارے مخالف ہمیں کہتے ہیں کہ ہم نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین نہیں مانتے دراصل وہ خود نہیں مانتے کیونکہ وہ خود اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آئیں گے۔ اس پُر مغز اور علمی تقریر کے بعد ایک نوجوان عزیزم افتخار سنور صاحب نے اردو میں تقریر کی جس میں انہوں نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرتِ طیبہ کو بیان کرتے ہوئے پرجوش انداز میں واقعہ طائف کا ذکر کیا اور جانثاران محمد ﷺ کے دلوں کو گرما دیا۔ اس کے بعد عزیزم حنان باجوہ صاحب نے کلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام "مصطفیٰ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت" ترنم سے پیش کیا۔ اس کے بعد ہمارے ایک نواحمدی دوست مکرم اسد اللہ صاحب نے "اُس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے" کے موضوع پر فارسی زبان میں تقریر کی۔ ان کی تقریر بھی بہت پر مغز تھی۔ اس کے بعد عزیزم اشفاق سنور صاحب نے جرمن زبان میں ایک تقریر "آنحضرت ﷺ کا بلند مقام" کے موضوع پر کی۔

اس جلسہ کی آخری تقریر مہمان خصوصی مکرم محترم مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم امیر و مبلغ انچارج الکبابیر نے کی، اُن کا موضوع "آنحضور ﷺ کا اُسوۂ حسنہ" تھا۔ محترم مولانا صاحب نے بھی قرآن و احادیث کی روشنی میں احباب جماعت کو نہایت احسن رنگ میں سیدنا حضرت اقدس محمد عربی ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے بارے میں بتایا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی روشنی میں بھی اسوۂ حسنہ کے چند پہلو بیان کئے۔ آنحضرت کی سچائی کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ مکہ والے آپ کو صادق و امین کہتے تھے۔ چنانچہ ایک موقع پر جب آنحضرت ﷺ نے مکہ کے لوگوں کو بلایا اور کہا کہ اگر میں کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر ہے اور وہ حملہ کر کے تم کو تباہ کر دے گا تو کیا تم میری بات مان لو گے اس پر سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اس لئے ہم آپ کی بات مان لیں گے۔ اسی طرح آنحضرت کا توکل اللہ، آنحضرت کے عبادت کے پیارے انداز، شکر کرنے کا انداز، آنحضرت بحیثیت رحمت، غرض امام صاحب نے نہایت احسن رنگ میں آنحضرت ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے دلنشین پہلوؤں میں سے چند ایک بیان کئے جن سے سید ولد آدم ﷺ سے محبت میں اضافہ کے ساتھ ساتھ ایمان میں بھی اضافہ ہوا۔

آخر میں صدر جلسہ محترم لوکل امیر صاحب نے مہمان خصوصی، دیگر مقررین اور احباب جماعت کا شکریہ ادا کیا۔ محترم مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم نے دعا کروائی اور اس طرح یہ جلسہ کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ۔

(رپورٹ:- ایم۔ اے۔ خان، نمائندہ اخبار احمدیہ جرمنی)

بقیہ :- ڈاکٹر عبدالغفور زاہد مرحوم

جماعت کی پابندی کرنے والے تھے۔ انگلستان کے جلسہ اور قادیان کے جلسہ میں شرکت کر کے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ بالمشافہ ملاقات کے شرف سے مشرف ہوئے"۔

اسی طرح تایا جان کے ایک قریبی کزن کرنل سلیم احمد صاحب یوں رقم طراز ہیں "ڈاکٹر صاحب اور میں لاہور میں تعلیم حاصل کرنے گئے اس وقت ہمارے گھر کی حالت بہت کمزور تھی۔ پیسے بہت کم ملتے تھے۔ مگر تعلیم حاصل کرنا ہمارا مقصد تھا اور ڈاکٹر صاحب کی سادگی کہ بعض دفعہ ہم فروٹ چاٹ کھالیتے تو وہی ہمارا کھانا ہوتا تھا کبھی زبان پہ شکوہ نہیں لائے۔ ہمیشہ جو ملا خدا کا شکر بجالائے بہت صبر کی اللہ تعالیٰ نے ان کو شروع ہی سے توفیق دی ہوئی تھی۔ بہت سادہ زندگی تھی۔ میرا کزن تو تھا ہی مگر وہ میرا بہت پیارا دوست بھی تھا۔"

اس کے بعد میں ان کے ایک اور دوست ڈاکٹر امتیاز احمد صاحب آف امریکہ کا ذکر کروں گا، لکھتے ہیں "ڈاکٹر صاحب شروع سے ہی انتہائی ذہین اور اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک تھے۔ باوجود قابلیت اور پروقار ہونے کے سادگی کا یہ عالم تھا کہ جلسہ سالانہ کے موقع پر چادر بچھا کر اپنے عزیزوں کے ساتھ متواتر بیٹھتے۔ بہت پڑھا کو تھے۔ (ذہین تو خدا کے فضل سے تھے ہی) ہوسٹل میں لڑکے ان کو کتابی کیڑا کہتے تھے۔ غالباً ان کو کھیلوں کا زیادہ شوق نہیں تھا۔ پڑھائی کو ہی زندگی کا کھیل بنالیا۔ مجھے ڈاکٹر صاحب کے ساتھ دوستی پر فخر رہا۔ اس نے جانے میں بہت پہل کر دی۔"

مکرم محترم محمد احمد صاحب (مقیم ہالینڈ) کہتے ہیں "جب سرگودھا ریلوے سٹیشن پر 1974ء پر دشمنان احمدیت نے ہم پر گولیاں چلائیں مجھے بھی اور ڈاکٹر صاحب کے پیٹ میں گولی لگی۔ اس پر ہمیں سرگودھا کے سول ہسپتال لے جایا گیا۔ وہاں پر تمام عملہ ہماری طرف متوجہ ہو گیا۔ بعد میں پتہ چلا کہ ان کی مہربان آنکھیں ڈاکٹر صاحب کی نیک نامی پر تھیں۔ وہ تمام ڈاکٹر عبدالغفور صاحب کی بہت عزت کرتے تھے تب سے میں بھی ڈاکٹر صاحب کی شخصیت سے بہت متاثر ہوا۔"

اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کی قربت کا ایک لمحہ بھی انسان کے لئے بہت ہوتا ہے جبکہ آپ کو تو اللہ تعالیٰ نے بچپن سے ہی ایسے کئی لمحات سے فیض یاب فرمایا تھا۔ آپ کی والدہ مرحومہ اکثر آپ کو اور آپ کے بڑے بھائی میاں گلزار احمد صاحب زرگر مرحوم کو لیکر (جب کہ ابھی آپ کا بچپن ہی تھا) حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو جاتیں ہمارے پیارے موجودہ امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی والدہ ماجدہ حضرت مریم بیگم صاحبہ بہت محبت سے تایا جان کو گود میں بیٹھا لیتیں اور خاص کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتیں کہ میری بہن کے بچے ہیں ان کے لئے دعا کریں۔ تایا جان خود بھی جب تک دن میں ایک بار حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر نہ ہو جاتے اس وقت تک چین نہ آتا تھا۔

تایا جان کی ایک خوبی یہ بھی تھی کہ وقت کے قدردان تھے اور پابند بھی، ان عادات نے خوب رخت سفر کا کام دیا اور آپ نے تعلیمی، سماجی معاشرتی و معاشی ہر طرح کے مراحل کو بخوبی طے کیا۔ کبھی بھی، کہیں بھی، پہلے آئیں یا نہ آئیں دیر سے کبھی نہیں آتے تھے۔ ایک منٹ میں مریض کی کیفیت سن کر چہرہ کی رنگ سے مرض کا اندازہ لگا لیتے تھے۔ آپ کی تشخیص برائے ضرورت آپریشن قبول عام کی سند حاصل کر چکی تھی۔

رمضان مبارک کو بڑے اہتمام سے خوش آمدید کہتے اور اس طور سے گزارتے کہ شائد یہ مبارک ایام دوبارہ نہ دیکھ سکیں۔ اس لئے عبادت، ذکر الٰہی، درود شریف مطالعہ قرآن کریم اور سلسلہ عالیہ کی کتب کے مطالعہ میں بیشتر وقت صرف کرتے نیز لازمی چندہ جات اور تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ پابند صلوٰۃ تھے۔ جمعہ کی نماز آپ کی محبوب ترین عبادت تھی اور اس دن آپ کو ذوق و شوق، اہتمام اور چہرہ کی چمک قابل دید ہوتی تھی۔

وقت اور عمر کے ساتھ ساتھ والدین کے التفات اور ان کی نفسیات سمجھ کر بروقت معلوم کر لیتے اور عشق و محبت کے جذبہ سے سرشار ہو کر اُن کی ہر خواہش پوری کرنے کی کوشش کرتے۔ ہمیشہ نرم گفتاری سے کام لیتے آپ کا یہ حسن سلوک والدین کی آخری سانسوں تک پوری محبت اور اخلاص سے جاری رہا۔ اولاد کی تربیت بڑی دانشمندی اور دور اندیشی سے کی اسی اعلیٰ تربیت کا ہی نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ کے تمام بچے تعلیم کے زیور سے آراستہ ہو کر عملی زندگی کامیابی سے بسر کر رہے ہیں۔ آپ نے اہل خانہ کو اپنی وفات سے تقریباً دو ماہ قبل درج ذیل سنہری نصائح فرمائیں۔

☆ ہر بچے کو عمدہ تربیت دلوانی ہے کیونکہ علم بہت بڑی اور لازوال دولت ہے سروس کی پرواہ نہ کریں۔ ☆ جس سے معاہدہ کریں باقاعدہ تحریری ہو، گواہوں کے ساتھ۔ ☆ لین دین صاف اور محبت پاک ہو۔ ☆ اپنے روزمرہ اوقات میں دنیا ضرور کماؤ، دین اس سے منع نہیں کرتا لیکن اللہ تعالیٰ کی یاد اور عبادت کے لئے دن میں پانچ بار وقت ضرور نکالو۔ ☆ تلاوتِ قرآن پاک اور مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام خواہ ایک صفحہ ہو روزانہ ضرور پڑھو۔ ☆ زندگی ایک مسافر خانہ ہے اس لئے اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے رہو کہ روز مرہ زندگی میں احمدی و غیر احمدی کا فرق نمایاں نظر آئے۔

آپ کی وفات پر سرگودھا کے روزنامہ "تجارت" نے آپ کی تصویر کے ساتھ جناب ارشد محمود وارثی کے رقم کردہ ایک تفصیلی مضمون کو اپنی اشاعت کی زینت بنایا۔ جس کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے:-

"ڈاکٹر میجر عبدالغفور زاہد انسان قبیلہ کا ایک معزز فرد تھا جسے ڈویژن بھر میں عزت سے دیکھا جاتا تھا۔ ان کا شمار سرگودھا ڈویژن کے معروف ڈاکٹروں میں ہوتا تھا۔ آپ ڈاکٹری ایسے مقدس پیشہ سے وابستہ ہونے کے ساتھ ساتھ شفیق اور درد مند دل کے مالک بھی تھے۔ آپ نے ہمیشہ غریبوں کے ساتھ محبت کی۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ کی وفات کی خبر لوگوں تک پہنچی تو ہر آنکھ پُرنم تھی جو لوگوں سے ان کی محبت کا بین ثبوت تھی ورنہ یہاں آئے روز سینکڑوں لوگ مرجاتے ہیں اور کوئی پرواہ نہیں کرتا ڈاکٹر صاحب کی ایک نمایاں خصوصیت جو انہیں دیگر لوگوں سے منفرد بناتی تھی وہ ان کی سادگی اور خلوص تھا ان کی شخصیت آئینہ کی طرح صاف و شفات تھی اللہ تعالیٰ نے انہیں جتنی بھی زندگی دی انہوں نے جینے کا حق ادا کیا کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے جو میرے بندوں سے محبت کرے گا میں اس سے محبت کروں گا۔ اچھا ڈاکٹر وہ ہوتا ہے جو پوری ایمانداری سے اپنی ذمہ داری کو نبھائے یہی خوبی ڈاکٹر میجر عبدالغفور صاحب زاہد میں نمایاں تھی اگر ہم ڈاکٹر صاحب کی شخصیت کو اس درخت کی مانند قرار دیں جو خود تو دھوپ میں جلتا ہے لیکن دوسروں کو سایہ فراہم کرتا ہے تو بے جا نہ ہوگا۔"

(روزنامہ تجارت سرگودھا، 7 مارچ 1973ء)

جان کو وار گیا جاں سے گذرنے والا

جان کو وار گیا جاں سے گذرنے والا
زندہ ہو جاتا ہے اس طرح سے مرنے والا

کام تھا یہ اسی جاں باز کے کرنے والا
وہ نڈر موت سے ہرگز نہ تھا ڈرنے والا

بات ایسی ہے کہ ہو جاتی ہے ہونے والی
صرف رہ جاتا ہے اک زخم نہ بھرنے والا

اس کا عنواں ہے وہی کرب و بلا کا عنواں
اس کا مضموں ہے وہی دشت میں جھرنے والا

قاتلو ! ہرزہ سراؤ !! تمہیں معلوم نہیں !
یہ تو شیرازہ نہیں ایسے بکھرنے والا

یہ جماعت تو نہیں خوف سے ڈرنے والی
یہ تو لشکر نہیں ابلیس سے ہرنے والا

ق

"عاقبت منزل ما وادیء خاموشان است"
یعنی ہر شخص ہے اس دنیا کا مرنے والا

اپنی پاداش سے دوچار یقیناً ہوگا
خوں کسی بے کس و معصوم کا کرنے والا

ان کے سر پر جو انا کھیل رہی ہے کب کی
اک ذرا صبر کہ یہ جن ہے اترنے والا

ہوگیا خائب و خاسر یہی سب نے دیکھا
بھر چکا اپنے کئے کی جو تھا بھرنے والا

(ڈاکٹر پرویز پروازی)

شفیق اور درد دل رکھنے والے نیز غریبوں سے محبت اور حسن سلوک سے پیش آنے والے تایا جان کو زندگی کی بہت سی تلخیوں کا بھی سامنا کرنا پڑا جن میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ آپ کے قائم کردہ شفاخانہ "زاہد ہسپتال" پر 1974ء کے پر آشوب دور میں بعض فسادیوں نے شوریدہ سر عناصر سے محض اس لئے حملہ کروایا کہ آپ احمدی ہیں۔ حملہ آوروں نے گولیوں کی بوچھاڑ کرنے کے بعد بہت لوٹ مچائی ایک گولی تایا جان کے پیٹ میں لگی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں صحت یاب فرما کر نئی زندگی بخشی۔ مذہبی اختلافات کی بناء پر ان کے خلاف تین مقدمے قائم کئے گئے۔ چنانچہ ان مقدمات کے سلسلے میں دو مرتبہ جیل میں رہ کر اسیران راہ مولیٰ میں شمولیت کا شرف بھی حاصل ہوا۔ ان نامساعد حالات کے باوجود تایا جان نے ہمت نہ ہاری ہسپتال کو دوبارہ آراستہ کر کے غریبوں کی طبّی خدمت بجالانے میں پہلے سے بھی زیادہ سرگرمی سے مصروف ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے جذبہ خدمت کو قبول فرماتے ہوئے انہیں عوامی مقبولیت سے ایسا نوازا کہ ان کی محبت لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہوتی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ اپنے مالک حقیقی سے جاملے تو شہر بھر کے لوگ افسردہ ہوگئے اور ان غرباء کی آنکھوں میں تو بے اختیار آنسو بھر آئے جو تایا جان کے مشفقانہ اور ہمدردانہ سلوک سے استفادہ کرتے تھے۔ اُن سے محبت کرنے والا معالج ان سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گیا۔

سرگودھا کے ایک اور دوست محترم مجید پراچہ صاحب بیان کرتے ہیں "بلاشبہ ڈاکٹر صاحب ایسے لوگوں میں شمار کئے جاسکتے ہیں جو مر کر بھی زندہ رہتے ہیں مگر حسرت تو یہ ہے کہ کاش وہ مسیحا مریضوں پر چلانے والے حیات بخش نشتر اپنے آپ پر بھی چلالیتا مگر شاید زمین نے اس روشن دماغ شخص کو اپنے اندھیرے دور کرنے کے لئے چن لیا تھا۔ میں زندگی بھر نہیں رویا۔ مگر ڈاکٹر صاحب کی وفات پر میں مجبور تھا میں بہت رویا۔"

تایا جان کی نماز جنازہ سرگودھا میں حضرت مرزا عبدالحق صاحب (امیر صوبہ پنجاب) نے پڑھائی۔ بعدازاں آپ کا جنازہ ربوہ لایا گیا جہاں آپ کو قطعہ شہداء میں دفن کیا گیا۔ قارئین کرام دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس زاہد ہسپتال کو قائم دائم رکھے جو کہ اب ان کے بڑے بیٹے میاں انیس احمد صاحب چلا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام خاندان کو ان کی دعاؤں کا وارث بنائے اور تایا جان کی مغفرت فرمائے اور ان کی نیکیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ (عبدالحمید، Stuttgart)

پتہ مطلوب ہے

محترمہ امۃ القدوس فرزانہ صاحبہ وصیت نمبر 30848 کا پوسٹل ایڈریس مطلوب ہے۔ اگر وہ خود یا اُن کے بارے میں علم رکھنے والے احباب یہ اعلان پڑھیں تو از راہ کرم شعبہ وصایا جرمنی کو مطلع فرمائیں۔ (جزاکم اللہ)

(محمد رشید جوئیہ، سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ جرمنی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

MTA - DEUTSCHLAND SPEZIAL

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا (الہام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

Muslim TV AHMADIYYA INTERNATIONAL

Unsere Adresse:

MTA – International /
Stichwort: „ MTA – SPEZIAL "/
Homburgerlandstr. 909/
60437 Frankfurt a. M.
Fax : 069/5075840

Die Redaktion :
Hina Mansoor , Semira Yalniz , Maria Edrees,
Rashidah Nasir , Tahira Nasir

Sehr geehrte Leser u. Leserinnen !

Dies ist die 2. Folge der Serie „ Wie arbeitet MTA? ". Diejenigen, die unsere Seite zum ersten mal lesen, finden alle Informationen, die nötig sind, um zu verstehen was auf den Bildern geschieht, in der Ausgabe vom 27. 8. 99.
P. S.: Es tut uns leid, dass wir in der letzten Ausgabe nicht erschienen sind, da wir den Abgabetermien verpasst haben.

3. Schritt : Das Archiv („Library")/ Buchführung der Kassetten :

Zum Aufgabenbereich des „ Library – Teams " gehört das Kontrollieren der Sendung nach Fehlern, wenn möglich das Herausschneiden der Fehler, Notieren des Programms und zu guter letzt, das Erstellen der Sendepläne.

Erläuterung:
Wenn inhaltliche, oder sprachliche Fehler in einem Programm zu finden sind, ist das Team berechtigt, die Sendung zu streichen. Diese Regelung gilt auch, wenn das Pardah nicht den islamischen Ansprüchen genügt. Danach wird die Laufzeit der bereits zurechtgeschnittenen Sendung notiert, da die normale Laufzeit von Sendungen nur ca. 30 min. betragen sollte (Ausnahmen sind jedoch auch möglich). Zum Schluß erstellt dieses Team die Sendepläne des täglich 1- stündigen deutschen Programms, die daraufhin nach England geschickt werden können.

Bildkommentar:

Auf diesem Bild seht ihr gerade, wie rechts der Videomixer und links der Audiomixer, am Mischpult des Regieraumes die verschiedenen Bilder auf den Monitoren und den Ton, anhand der Kopfhörer, einstellen. Der Videomixer benötigt für seine Arbeit mindestens 2 Monitoren. Auf dem rechten Monitor ist das Bild zu sehen, das ihr dann später in MTA seht. Auf dem linken Monitor sieht der Mixer die Bilder, die ihm die verschiedenen Kameras liefern und aus denen er dann die passenden selber aussucht.(Genauere Info siehe Ausgabe vom:27. 8. 99)

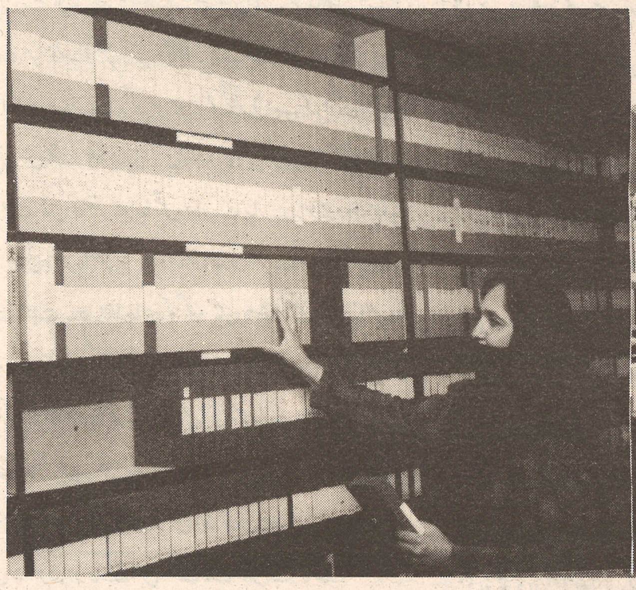

Hier könnt ihr das Büro des „Library – Teams " sehen. Im Bild steht die Leiterin dieser Abteilung, Mrs. Shireen Chukhtai.In dem Teil der Regalwand, den ihr links im Bild sehen könnt, stehen die Kassetten, in geordneter Reihenfolge, die bereits vollständig kontrollierte und zum größten Teil bereits in MTA gesendet wurden.
(Näheres, siehe oben dazugehörigen Text !)

Rückblende Jalsa – Salana – Deutschland:

Auch dieses Jahr ist MTA auf der Jalsa – Salana präsent gewesen. Auch wenn dieses Jahr Hazoor leider nicht dabei war, gab es reichlich zu tun, sowohl auf der Seite der Männer, als auch auf der Frauenseite. Denn immerhin gab es viele weitere wichtige Ansprachen, zum Beispiel von Amir – Sahib, den Neu – Ahmadies, den verschiedenen Imams und anderen wichtigen Persönlichkeiten der Gemeinde. Außerdem wurden auch andere Programme, wie Interviews, Diskussionen und Nazms aufgenommen, an denen sich jeder beteiligen konnte.